

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نفاذ اسلام کا معاملہ - شوری کی کارکردگی -
عشر سے شیعوں کا استثناء فقہ حنفی
سود - ویلنٹھ ٹیکس - محمد اسلم قریشی کا اغوار -
تجارتی اوقاف ٹیکسیشن مشنری سرگرمیاں

ہمارے چند قابل توجہ قومی و ملی مسائل

۱۰ اگست ۱۹۸۳ء سارے بارہ بجے وفاقی مجلس شوری کے بجٹ سیشن میں مولانا سمیع الحق صاحب نے بجٹ پر کی گئی تقریر میں بعض قومی و ملی مسائل پر حکومت کو توجہ دلائی - تقریباً ۱۵ منٹ کی یہ تقریر وفاقی کونسل کی مدد سے پیش ہے -
"ادارہ"

جناب مولانا سمیع الحق | ————— | نَعْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی دَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

جناب چیمبرمین کئی دن سے بجٹ پر اور ملک کے داخلی اور خارجی تمام مسائل پر فاضل ممبران نے سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ جناب والا سننے والوں میں ذوق و شوق تو کیا۔ بلکہ سننے کی سکت ہی نہیں رہی۔ اور نہ اب ہمارا وہ ولولہ اور بہت ہے اور کوئی ایسی نئی بات رہی نہیں ہے۔ وہ جو فارسی شاعر نے کہا ہے کہ

در مجلسی کہ یاران شرب مدام کردند
چوں نوبتے بہ باشد آتش بجام کردند
تو اب ہمارے لئے پیمانے میں سوائے آگ کے اور کیا رہ گیا ہے۔ تو بہر حال دو چار چھوٹی چھوٹی معروضات تقریر کی شکل میں نہیں بلکہ گزارشات کی شکل میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو وقت کی تلوار ہے جو سر پر لٹک رہی ہے۔

جناب چیمبرمین | آپ تازہ تازہ بتائیں گے اور وزراء صاحبان نے تقریریں کرنی ہیں اور وہ اس کا جواب بھی دیں گے۔

جناب مولانا سمیع الحق | جناب والا سب سے پہلی گزارش یہ ہے جو میں پہلے بھی کئی دفعہ کر چکا ہوں تقریباً اس مجلس کو پونے دو سال ہو چکے ہیں۔ پچھلے سال بھی میں نے عرض کیا تھا کہ ہمیں چھٹے ہیٹے ہو گئے ہیں بجٹ اور میزانیہ پر ہر لحاظ سے غور کرنا ہمارا فرض ہے لیکن آج جب کہ اس مجلس شوری کو تقریباً پونے دو سال ہو گئے ہیں۔ تو بجٹ کے ساتھ ساتھ ہمیں ان مقاصد پر بھی نظر ڈالنی چاہیے اور سب سے زیادہ توجہ ممبران حضرات کو ان مقاصد کی طرف دینی چاہیے جتنی جس کے

۷
 لئے مجلس شوریٰ قائم کی گئی تھی کہ آیا ہم ان مقاصد سے ہمکنار ہو سکے ہیں یا نہیں؟ اور ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے یا نہیں؟ اگر میں مجلس شوریٰ کی حد تک یہ کہوں کہ الحمد للہ اس مجلس شوریٰ نے جس کے ذمے اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں رہنمائی اور راستہ ہموار کرنے کا فرض سونپا گیا تھا تو انشاء اللہ میں کہہ سکتا ہوں مجلس شوریٰ اس فرض کی ادائیگی میں کافی حد تک سرخرو ہو گئی ہے۔ اور ہر پہلو پر فاضل ممبران نے طمع لالچ اور اور خوف اور کسی ترغیب و ترہیب کی پرواہ کئے بغیر ملک و ملت کے لئے حق بات کہی ہے اور اس جرأت سے کہ کسی پارلیمانی تاریخ کی کتاب اور اسمبلی کی رپورٹ اٹھائیں گے تو لوگوں کو وہ چیز نہیں ملے گی جو موجودہ مجلس کے مباحث میں ہوگی۔ وہ بے جان اور بے زبان مظلوم اکثریت جو ہوتی ہے پارلیمانی نظاموں کی وہ ضمیر کی بات کب کر سکتی ہے یہاں جمہوریت کا بڑا چرچا ہو رہا ہے۔ لیکن اکثریتی پارٹی کے ارکان کی زبان پر تالے لگے رہتے ہیں۔ اور پارٹی کا جو قائم ہوتا ہے وہ آمر طاق بن جاتا ہے۔ وہاں کسی کو بھی اظہار حق کا موقع نہیں ملتا ہے نہ وہ جرأت کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں ان تمام ممبران میں سے کسی ممبر کی ضمیر میں یہ کھٹکا نہیں ہوگا کہ جو چیزیں صحیح سمجھتا تھا اس میں میں نے کوتاہی کی۔ اختلاف رائے ہو سکتا ہے لیکن ملک و

ملت اور اسلام کی راہ میں ان ممبران نے پورا حق ادا کیا ہے۔ اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ ۷
 سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہن بازی اگر چہ لے نہ سکا سود تو کھوسکا
 اور دوسرا شعر اگر میں نہ پڑھوں تو بہتر ہے۔ (آوازیں کہ ضرور پڑھیں) تو بہر حال سن لیجئے ۷
 کس رو سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز اے روسیہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا
 تو گزارش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بہت سنہری موقع دیا تھا۔ اور اب بھی ہم بالکل نہیں ہیں۔
 اب بھی موقع ہے۔ گو اس کا بہت زیادہ وقت ضائع ہو گیا ہے لیکن اس غنیمت موقع سے فائدہ لینا تھا کہ
 اسلامی نظام کس طرح سے نافذ ہو سکتا ہے؟ تو میں نے پچھلے سال بھی عرض کیا تھا۔ اور میں چیلنج کرتا ہوں
 ان علماء حضرات کو جو باہر ہیں اور جو دینی درد رکھنے والے لوگ ہیں کہ اسلامی نظام کے لئے ہم جو مروجہ
 پارلیمانی طریقے ہیں۔ انتخابی طرز طریقے ہیں۔ ان طریقوں سے ہم ہرگز اس منزل تک نہیں پہنچ سکتے
 اگر وہی طریقے اختیار کئے جائیں تو آئندہ سو سال تک بھی ہم ملک میں اس نظام سے قطعاً اسلام
 نافذ نہیں کر سکتے نہ ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں کہ ہم صالح مسلمان اور درد دل رکھنے والے

اور اسلام کے جذبے سے سرشار افراد کو اکثریت میں اسمبلی میں بھج سکیں۔ خواہ اس کے لئے آپ جتنے بھی طریقے اختیار کریں۔ کل ہی ہماری ایک محترمہ نے جو ظلم کی داستان سننے والی ایک لیڈر کی صاحبزادی ہے وہ صرف اس بات سے اتنی چڑگئی ہیں کہ اخبارات میں بیانات دے رہی ہیں کہ یہ کیا ضروری ہے کہ امیدوار کے لئے نماز روزہ ضروری شرط ہو اس نے بہت طنز یہ باتیں کی ہیں کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہہ دے بس وہی مسلمان ہے اور نماز روزہ کوئی شے نہیں ہے یہ ہمارے خواجہ خیر الدین صاحب کی صاحبزادی کا بیان آیا ہے اس لئے نماز روزہ پر بڑی طنز و تشنیع کی ہے تو میری عرض یہ ہے کہ اگر یہ موجودہ بندھن بھی ٹوٹ جائیں۔ تو ان ہی لوگوں کو اپنا کھیل کھل کر کھیلنے کا موقع ملے گا۔ تو کیا خیال ہے کہ وہ ہمارے شرائط و ضوابط اور دیگر فریم ورک ان کو کنٹرول کر سکیں گے؟ ہرگز نہیں تو جمہوری سسٹم میں جو مروجہ ہے کے ذریعہ اسلام آسکتا ہے۔ کہ ہمہ گیر انقلاب معاشرے میں پیدا کیا جائے اور فرد اور معاشرے کی اصلاح کی جائے۔ اور ان کو انقلابی جذبات سے ایسا سرشار کیا جائے کہ جو بھی حکومت آئے وہ ان کا محاسبہ کر سکیں جب تک معاشرہ اور فرد ایسا نہیں ہوگا تو ہم پارلیمانی سسٹم یا اس طرح کا کوئی اور ڈھب ڈھال ڈھانچہ کھڑا کر دیں جس میں ان لوگوں کے لئے من مانی کا راستہ کھل گیا ہو تو امید نہیں ہے کہ ہم اس عظیم مقصد کے لئے جس کے واسطے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کہا گیا تھا۔ اتنی قربانی دی گئی تھی اس سے ہم کنار ہو سکیں۔ جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ سچھے کچھ ساتھی اگر کچھ دیر کے لئے غماش رہیں حقیقت یہ ہے کہ میں ذمہ داری طور پر ڈسٹرب ہو تا ہوں۔

جناب سید سعید حسن | جناب چیئرمین میں نے ایک لفظ نہیں بولا ہے۔

جناب چیئرمین

جناب مولانا سمیع الحق | جناب والا ہمارے فاضل جنجوعہ صاحب نے ایک حدیث بیان فرمائی۔

حقی کہ جس کا ساتھی بھوکا ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔ تو جس شخص کا ساتھی اپنے ساتھی کو تقریر بھی نہ کرنے دے تو وہ کیا ہے؟ حق کہنے سے روکنا۔ اگر پڑوسی کا شیوا ہے تو پھر اسے کیا کہیں گے جناب محترم چیئرمین صاحب۔

جناب سید سعید حسن | جناب والا آپ ہی ان کو روکتے ہیں میں نے تو کبھی نہیں روکا۔

ایک معزز رکن | یہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان کی طرف دیکھتے ہیں۔ (مداخلت)

جناب مولانا سمیع الحق | جناب چیئرمین اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سنہری موقع دیا تھا اس شکل میں دیا

تھا کہ فرد واحد کے ہاتھ میں اقتدار ہو۔ اور قوت ہو اور ملک کا چنا ہو یعنی کہ اس لحاظ سے چنا ہوا کہ علم

وفکر ہر لحاظ سے صلاحیتوں کے لحاظ سے ایک ایسی شوری یہاں اکٹھی کی گئی وہ ان کی پشت پر ہوا اور ساری طاقتیں ہاتھ میں تھیں۔ تو اللہ کے فضل سے ہم اس مقصد تک بہت آسانی سے پہنچ سکتے تھے کاش کہ اس راستے میں رکاوٹیں نہ لگنے والے جو لوگ ہیں جو اب جنسیاں ہیں، جو ادارے ہیں۔ انہوں نے ملک و ملت پر رحم کیا ہوتا شاید یہ موقع پھر ہمیں ہاتھ نہ آئے اور اس وقت بھی میری گذارش یہ ہے کہ اگر ہم کوئی نیا خاکہ لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں تو اس میں اس بات کا سب سے زیادہ لحاظ رکھا جائے کہ اس خاکے کی صورت میں اپنی منزل اسلامی نظام کا جو نعرہ ہم نے بلند کیا ہے اور جس مقصد کو ہم چھ سال سے دھڑا رہے ہیں کیا وہ منزل ہم سے دور تو نہیں ہو گئی۔ اور میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا جناب والا کہ کسی کی گیدڑ جھبکیوں کی پرواہ کئے بغیر جو موتورون خاکہ ہوا اسلامی فلاحی ریاست کا اور ایک عادلانہ ریاست کے قیام کا جو خاکہ ہے اس کو پیش کیا جائے۔ اب میں کچھ مزید دو چار نکات پر آتا ہوں اور باقی تقریر چھوڑ دیتا ہوں۔

جناب چئیرمین | قبلہ پندرہ منٹ گزرنے کے بعد ابھی تقریر چھوڑ رہے ہیں۔

محشر روز کوۃ اور شیعہ

ابھی حضور می سہی ہے جناب۔ جناب والا میں نے پچھلے اجلاس میں بھی برطے ادب سے کہا تھا کہ ملک اور ملت کو فرق واریت سے متحد ہو کر بچانا چاہیے۔ حکومت کو اپنے ذرائع، علماء کو اپنے ذرائع اور ارکان شوری کو اپنے ذرائع استعمال کرنے چاہئیں۔ تو میں نے بڑے درد اور محبت سے اور انہما سے ان بھائیوں کی خدمت میں بھی عرض کیا تھا۔ جو بعض ایسی باتیں اٹھاتے ہیں اور جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں جی عشر کے سلسلے میں عرض کیا تھا کہ عشر کے سلسلے میں وہی غلطی نہ دہرائی جائے جو نو کوۃ کے سلسلے میں دہرائی گئی تھی۔ کہ اس میں بعض طبقوں کو مستثنیٰ قرار دے کر ہم نے ایک بڑی خطرناک غلطی کی ہے۔ اور فتنوں کا ایک راستہ کھول دیا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ یکایک یہاں مختلف قومیں اور مختلف فرقے بسنے والے ایک دوسرے کے مقابلے میں آجائیں اور ایک دوسرے کی حق تلفی ہو اور ایک دوسرے کے حقوق غصب ہوں لیکن جس انداز میں اس کو نافذ کیا گیا تھا تو اس سے لاری بات تھی کہ اہل سنت والجماعت کو اس سے بہت بڑا نقصان پہنچ سکتا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ دو قوانین کہیں بھی نہیں ہیں۔ لیکن آپ نے ایک جماعت کو عشر سے مستثنیٰ قرار دے دیا اور میں نے آپ کی خدمت میں تحریک التوا بھی اس مسئلے پر داخل کی تھی۔ مگر آپ کا حکم تھا کہ ان باتوں پر اظہار خیال بچٹ تقریر میں کیا جائے مجھے ملک بھر سے کئی اطلاعات بھی ملی ہیں اور خطوط بھی آتے رہتے ہیں اور حریت اخبار میں نے اس تحریک التوا کے ساتھ داخل کیا تھا۔ جس میں تفصیل خبر ہے کہ ہمارے بے شمار سنی بھائیوں نے اپنے آپ کو فارم میں اثنا عشری لکھ لیا۔ ایسے سنی بھائی بھی ہیں جن کے نام کے ساتھ فاروقی، صدیقی اور عثمانی کا لاحقہ بھی لگا ہوا ہے۔ اگرچہ ان کے لئے بڑی شرم کی بات ہے لیکن لوگ مفادات کے لئے اور اغراض کے لئے سب

کچھ کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ملک میں ایک تو بہت سے ہمارے سنی لوگ فام کے لحاظ سے دوسرے طبقے سے وابستہ لگیں گے۔ عددی اکثریت یا اس کے تناسب کا فرق پڑے گا۔ اور آگے یہ سلسلہ چل نکلا اور اہل سنت نے مختلف ایسے مسائل اٹھائے جو چار و ناچار ان کے ذہنوں میں آجے ہیں۔ ملازمین کے سلسلے میں اور قوانین کے سلسلے میں تو ممکن ہے کہ یہ ایک خطرناک بات ہو جائے۔ تو میری اس وقت بھی یہ درخواست تھی کہ اس سلسلے کو فوراً یکساں کیا جائے۔ ایسے قواعد لاگو کئے جائیں کہ کوئی فرق بے جا رعایت کا مستحق نہ ہو۔ اور ہر ایک کو اپنے حقوق بھی ملیں شیعہ حضرات کے ہاں اگر عشر نہیں ہے تو ان کے ہاں اس سے بھی زیادہ ایک چیز ہے جس کو خمس کہتے ہیں۔ تو ان پر خمس لاگو کیا جائے۔ جو ان کی فقہ کا تقاضا ہے۔ ہمارے وزیر خزانہ کا بیان اخباروں میں پچھلے دنوں آیا تھا جس پر لے دے بھی ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا تھا کسی ایک فقہ کو دوسری فقہ پر غالب نہیں کیا جائے گا۔ ٹھیک ہے کہ کسی فقہ کو دوسری فقہ پر مسلط نہیں ہونا چاہیے لیکن کسی فقہ کو بالکل کھلا چھوڑ دینا کہ گویا اس مملکت کے شہری ہوتے ہوئے وہ اپنی فقہ کے بھی پابند نہ ہوں اور دوسری فقہ کے بھی پابند نہ ہوں یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب چیمبرین | مولانا قبلہ میری مدد کیجئے اپنی تقریر کو مختصر کیجئے۔

مولانا سمیع الحق | اس دن بھی وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا تھا، وہ فی سبیل اللہ کا مسئلہ زکوٰۃ کے بارے میں ہے۔ فی سبیل اللہ کے معافی یہ ہیں کہ زکوٰۃ میں تملیک لازمی ہے۔ اور رفاہ عام کی صورت میں وہ نہیں لگ سکتی۔ ہمارے مفسرین یا احناف سب کی رائے یہی ہے۔ اب وزیر خزانہ صاحب فرماتے ہیں کہ فی سبیل اللہ کی تشریح کے لئے ہم سعودی عرب سے اور مصر سے جامعہ ازہر سے پوچھ رہے ہیں جب ایک فقہی مسئلہ ہے اور اس میں سب فقہاء احناف متفق ہیں تو وہاں تو ان کو اجتہاد کی پڑی ہوئی ہے کہ ہمیں کہیں سے راستہ مل جائے کہ حنفی مسلک جو بھی کہے لیکن کوئی اور خواہ مصر کا ہو تمام کا ہو سعودی عرب کا ہو لیکن ہمارے مفاد کی کوئی بات ان میں سے نکل آئے تو ہم یہاں بھی کہتے ہیں کہ فقہ حنفی کا لحاظ رکھا جائے۔ جو اس کے معافی ہیں جو اس کے موضوعات ہیں ان کو ملحوظ رکھا جائے۔

سود | سود کے متعلق ہمارے بہت سے اجاب نے کہا ہے اور جناب وزیر خزانہ نے پچھلے سال اعلان بھی کیا

تھا مگر کچھ بھی نئی بات نہ ہو سکی
تجارتی اوقاف پریکٹس | اس کے علاوہ وہ وقف جو فاؤنڈیشن اور ٹرسٹ ہے اس میں جو چیزیں ہیں مثلاً مکان کا کمرہ جو ہے اس پر ٹریڈنگ نہیں ہے لیکن جو اوقاف تجارتی مقاصد میں خرچ ہو رہے ہیں۔ صنعت میں انڈسٹری میں استعمال ہو رہے ہیں اب اس پر بھی ٹریڈنگ لگایا جا رہا ہے۔ تو میرا خیال یہ ہے کہ جو اوقاف اور فاؤنڈیشن شرعی مقاصد کے مطابق خرچ کریں اور غلط طریقوں سے بے جا مصارف میں وہ خرچ نہیں ہو رہا تو ان فاؤنڈیشن پر ایسے اوقاف پریکٹس لگانا ایک فلاحی ریاست کی روح کے خلاف ہے۔ یعنی اوقاف کے معافی یہ ہیں کہ وہ ساری چیزیں ملک و ملت کی عمومی

فلاح پر خرچ کی جائیں گی۔ اب جو فوجی فاؤنڈیشن اور مثال کے طور پر ایسے اور ادارے ہیں جو ٹرسٹ ہیں ان پر شرعاً میرے خیال میں اوقاف ٹیکس نہیں لگانا چاہیے کیونکہ اس کی ساری آمدنی شخصی منافع میں نہیں جا رہی ہے۔ ملک و ملت کی سماجی اور فلاحی کاموں میں خرچ ہو رہی ہے۔

ویلیئم ٹیکس | اسی طرح ویلیئم ٹیکس جو ہے تو ویلیئم ٹیکس میں جو کرائے کا مکان ہے شرعاً اس پر بھی ٹیکس نہیں لگانا چاہیے۔ اس کی آمدنی پر زکوٰۃ تو خود بخود آئے گی لیکن مکان کی مکانات کے حساب سے اس پر ویلیئم ٹیکس نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کہا جاتا ہے کہ صنعت پر لوگ خرچ کرتے ہیں مکانات بنائے جا رہے ہیں تو ہم اثباتی پہلو کیوں نہیں ڈھونڈتے کہ جو کاروبار شریعت کے مطابق ہوں، ملک و ملت کے حق میں جائز ہوں تو اس کو فروغ دیں کہ لوگ اس پر سرمایہ کاری کریں۔ جب لوگوں کو صحیح کاروبار کا راستہ نہیں ملے گا تو وہ یہی سبلی طریقہ اختیار کریں گے۔ اور آپ ان پر غیر شرعی طریقے سے ٹیکس لگائیں گے۔

مشنری عیسائی سرگرمیاں | آخر میں م۔ ش۔ (میاں محمد شفیع صاحب) کی اس تجویز کی تائید کرتا ہوں کہ مشنری سرگرمیوں پر بھی کڑی نگاہ رکھی جائے لاکراہ فی الدین کا معنی یہ نہیں ہے کہ لوگ کلیوں کو چوں میں پھرتے رہیں اور مسلمانوں کو کافر بناتے پھریں۔ لاکراہ فی الدین کا مطلب یہ ہے کہ جو پہلے سے جس مسلک کو اختیار کر چکا ہے۔ اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ لاکراہ فی الدین کا نمونہ اس ابوان میں ہے کہ اس میں ہمارے ہندو بھائی بھی ہیں، عیسائی بھائی بھی ہیں لیکن لاکراہ فی الدین کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ سڑکوں پر پھرتے رہیں اور مسلمانوں کو مرتد بناتے رہیں کسی مسلمان کا دین کو چھوڑنا اسے شریعت میں ارتداد کہتے ہیں اور ارتداد کی سزا متفقہ طور پر قتل ہے۔ تو مشنری سرگرمیاں جو ہیں ان پر نگاہ رکھی جائے۔ کوئی مسلمان اس کی زد میں نہ آئے۔ چونکہ وقت کم ہے۔

جناب چیمبرلین | جی ہاں جناب وقت ہے ہی نہیں یکم کی بات نہیں ہے میں تو شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

محمد اسلم قریشی | کئی دنوں کے بعد جناب وقت ملا ہے۔ تو میں نے ایک گزارش مولانا محمد اسلم قریشی کے سلسلے میں کر دی ہمارے قاری سعید الرحمن نے بھی یہی گزارش کی تھی۔ اور اس پر تحریک التوا بھی میں نے پیش کی تھی۔ اس کو ضرر سیاسی ملے نہ سمجھا جائے۔ اور خدا نخواستہ اس کو مذہبی رنگ دے کر۔

ڈاکٹر سٹیفن پی لال | پوانٹ آف آؤرجنٹ جناب جناب کیا اہل کتاب کو مرتد اور کافر کہا جاسکتا ہے۔

مولانا سمیع الحق | میں نے انہیں مرتد نہیں کہا میں نے کہا ہے کہ کوئی مسلمان اسلام چھوڑ دے تو وہ مرتد ہوتا ہے۔ مرتد کا معنی ہے واپس لوٹنے والا۔ یعنی کوئی مسلمان اسلام سے واپس نہیں ہو سکتا۔ تو یہ ایک اصطلاحی نکتہ ہے۔